جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

A Critical Reading of Sean Anthony's "Muhammad and the Empires of Faith" in Light of Shia and Sunni Historical Interpretive Approaches

Abadi Younus [1] and **H. Robby Habiba Abror** [2] and **Abbas Karimi** [3]

1. PhD Scholar in Qur'an and Orientalism, Al-Mustafa International University, Qom, Iran
. E-mail: abadielwono2022@gmail.com
2. Dean, Faculty of Ushuluddin and Islamic Thought, State Islamic University (UIN) Sunan Kalijaga, Yogyakarta, Indonesia E-mail: robby.abror@uin-suka.ac.id
3. Secretary of the International Desk, Hawza ʿIlmiyya, Qom, Iran. Email: abb.karimi.1998@gmail.com

Article Info

Article type:
Research Article

Article history:
Received:
12 July 2025
Received in revised:
5 October 2025
Accepted:
25 November 2025
Available online:
2 December 2025

Keywords:
Qur'an, Critical Historiography, Sean Anthony, Historical Hermeneutics, Shia Interpretation, Sunni Tradition..

ABSTRACT

Sean Anthony's "Muhammad and the Empires of Faith" is among the most significant contemporary works in the historical reconstruction of the biography (sīra) of the Prophet of Islam and in examining its interaction with the religious and political structures of the late ancient world. Relying on Greek, Syriac, Hebrew, and Arabic sources, the author seeks to interpret the emergence of the Prophet of Islam not merely as an intra-religious event, but as a historical occurrence within the context of the transformations of the Eastern Roman and Sasanian Empires. Employing a critical and comparative approach, the present study examines Anthony's methodology from the perspective of the two interpretive-historiographical traditions of Shia and Sunni Islam. To this end, it first analyzes the epistemological foundations of the work, such as its reliance on the tradition of critical historiography and the approach of the "Qur'an as a historical source." It then discusses, from the viewpoint of Muslim commentators and thinkers such as Allamah Tabatabai, Murtada Mutahhari, Muhammad Hadi Maʻrifat, and Fakhr al-Din al-Razi, the relationship between history, revelation, and interpretation. The findings of this study indicate that although Anthony's work, with its high methodological precision, explores the cultural and political contexts of the emergence of Islam, it does not cross the metaphysical and theological boundaries of the Qur'an in reconstructing the history of the Prophet of Islam and necessarily remains within a secular framework. On the other hand, a comparative examination of Shia and Sunni interpretations demonstrates that although the two Islamic traditions differ in their explanations of details, at a deeper level they both offer a kind of "intra-revelational hermeneutics" capable of establishing a link between history and faith. Therefore, a critique of Anthony's work in light of this hermeneutics makes possible a fresh rereading of the relationship between history and revelation.

Cite this article: Younus & Abror& Karimi . (2026). A Critical Reading of Sean Anthony's "Muhammad and the Empires of Faith" in Light of Shia and Sunni Historical Interpretive Approaches.

New Horizons in Quranic Studies, 1 (2), 162-187

CC BY © The Author(s).

Publisher: Al-Mustafa International University

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کتاب "محمد اور ایمان کی سلطنتیں" از شان اینتھنی کا ایک تنقیدی مطالعہ: شیعہ و سنی تاریخی تفسیری رویوں کی روشنی میں*

ابدی یونس [۱]، روبی حبیبہ ابرور [۲] اور عباس کریمی [۳]

CC BY

اشاریہ

شان اینتھنی کی کتاب "محمد اور ایمان کی سلطنتیں" دورِ حاضر کی اہم ترین تصانیف میں سے ہے جو نبی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی تاریخی تشکیلِ نو اور قدیم دنیا کے مذہبی و سیاسی ڈھانچوں کے ساتھ اس کے تعلقات کے جائزے پر مشتمل ہے۔ مصنف یونانی، سریانی، عبرانی اور عربی مصادر پر انحصار کرتے ہوئے یہ کوشش کرتا ہے کہ اسلام کے ظہور کو محض ایک اندرونی مذہبی واقعہ کے بجائے، مشرقی رومی اور ساسانی سلطنتوں کے تاریخی تناظر میں پیش کرے۔ حاضر تحقیق ایک تنقیدی و تقابلی رویے کے ساتھ اینتھنی کے اسلوب کا شیعہ و سنی تفسیری و تاریخی روایات کے تناظر میں جائزہ لیتی ہے۔ اس مقصد کے لیے سب سے پہلے اس کتاب کے علمی مبانی، جیسے کہ تنقیدی تاریخ نویسی کی روایت پر انحصار اور "تاریخی ماخذ کے طور پر قرآن" کا نقطہ نظر، کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ پھر مسلمان مفسرین اور مفکرین، جیسے علامہ طباطبائی، مرتضی مطہری، محمد ہادی معرفت اور فخر رازی کے نقطہ ہائے نظر سے تاریخ، وحی اور تفسیر کے باہمی تعلقات پر بحث کی جاتی ہے۔اس مطالعے کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ اینتھنی کی کتاب اعلیٰ علمی دقت کے ساتھ اسلام کے ظہور کے ثقافتی و سیاسی پس منظر کو کھنگالتی ہے، لیکن نبی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ کی تشکیلِ نو میں قرآن کے مابعدالطبیعیاتی اور الٰہیاتی دائرے سے باہر نہیں نکل پاتی اور لازماً ایک سیکولر فریم ورک میں محدود رہ جاتی ہے۔ دوسری طرف، شیعہ و سنی تفاسیر کا تقابلی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگرچہ یہ دونوں اسلامی روایتیں جزئیات کے اظہار میں مختلف ہیں، لیکن ایک گہرے سطح پر وہ ایک "درونِ وحیانی ہرمینوٹکس" پیش کرتی ہیں جو تاریخ اور ایمان کے درمیان ربط قائم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لہٰذا، اس ہرمینوٹکس کی روشنی میں اینتھنی پر تنقید، تاریخ اور وحی کے باہمی تعلق کی نئی تشکیل کا موقع فراہم کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ: قرآن، تنقیدی تاریخ نویسی، شان اینتھنی، تاریخی ہرمینوٹکس، شیعہ تفسیر، سنی روایت۔

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۵/۱۰/۵ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ: ۲۰۲۵/۱۱/۲۵

۱. پی ایچ ڈی اسکالر (قرآن و مستشرقین)، المصطفی انٹرنیشنل یونیورسٹی، قم، ایران (abadielwono2022@gmail.com).

۲. ڈین، فیکلٹی اصول الدین و اسلامی فکر، اسٹیٹ اسلامک یونیورسٹی (یو آئی این) سونن کلیجگا، یوگیاکارٹا، انڈونیشیا (robby.abror@uin-suka.ac.id).

۳. سیکرٹری بین الاقوامی سیکشن، حوزہ علمیہ، قم، ایران. (abb.karimi.1998@gmail.com).

تمہید

عصرِ حاضر میں ابتدائی اسلامی تاریخ اور شخصیتِ رسول اکرم ﷺ پر تحقیق، اسلامی مطالعات کے میدان میں ایک نہایت اہم اور چیلنجنگ موضوع کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ چیلنج دو جہات سے ابھرتا ہے: ایک طرف، ابتدائی اسلامی مصادر (قرآن، حدیث اور سیرت) ایک ایسی تفسیری و کلامی روایت کے دائرے میں پروان چڑھے ہیں جن کا بنیادی مقصد ایمان کا تحفظ اور وحی کے معانی کی ترسیل تھا، جبکہ دوسری طرف، انیسویں صدی کے بعد سے مغربی محققین نے تاریخی تنقید اور تقابلی لسانیات جیسے علمی اوزار استعمال کرتے ہوئے ان مصادر کو ایک تجربی اور غیر الوہی تاریخ کے تناظر میں پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ ان دو فکری دھاروں کے نتیجے میں "ایمانی محمد ﷺ" اور "تاریخی محمد ﷺ" کے درمیان ایک خلیج وسیع تر ہوتی جا رہی ہے، جسے شان اینتھنی جیسے محققین پُر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

شان اینتھنی کی کتاب "محمد اور ایمان کی سلطنتیں" (۲۰۲۰) کو اسی کوشش کا نقطہ عروج قرار دیا جا سکتا ہے۔ اینتھنی، جو اپنی سابقہ تحقیقی کاوشوں، بالخصوص تشیع کے آغاز اور پہلی صدی ہجری کے تنازعات پر مبنی کتاب The Caliph and the Heretic (2011) سے علمی حلقوں میں پہچانے جاتے ہیں، اس تصنیف میں ایک بین الاختصاصی رویہ اپناتے ہوئے ظہورِ اسلام کا تجزیہ قدیم سلطنتوں کے وسیع تر تناظر میں کرتے ہیں۔ وہ رومی، سریانی اور عربی تاریخی مآخذ سے حاصل شدہ معلومات اور سیرت و حدیث کے مصادر پر ایک تنقیدی نقطہ نظر کے ساتھ، نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کو ساتویں صدی عیسوی کے حقیقی سیاسی و مذہبی پس منظر میں از سر نو پیش کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

تاہم، اینتھنی کی یہی کاوش بہت سے مسلمان مفسرین اور مفکرین کے نزدیک قابلِ بحث اور تنقیدی جائزے کا متقاضی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیرتِ نبوی کی کوئی بھی ایسی تاریخی تشکیلِ نو جو قرآن کے وحیانی اور الٰہیاتی اصولوں سے صرفِ نظر کرے، وہ لامحالہ "امرِ مقدس" کو محض ایک سماجیاتی یا ثقافتی مظہر کی سطح تک محدود کر دینے کے خطرے سے دوچار ہو جاتی ہے (بیگی ملک آباد، ۲۰۱۲-۲۰۱۳ء)۔ اس زاویہ نگاہ سے، اینتھنی کے تحقیقی اسلوب کا تنقیدی جائزہ محض ایک مغربی تصنیف پر نقد نہیں، بلکہ یہ خود تفسیرِ قرآن اور سیرتِ نبوی میں تاریخ کے حقیقی مقام پر از سر نو غور و فکر کرنے کی ایک دعوت ہے۔

یہ تحقیق اینتھنی کے نقطہ نظر اور اسلامی تفسیری روایات کا تقابلی تجزیہ کرنے کے مقصد سے ترتیب دی گئی ہے۔ مقالے کے پہلے حصے میں، اینتھنی کی کتاب کے منہجیاتی اصولوں کا تنقیدی تاریخ نویسی کے تناظر میں جائزہ لیا جائے گا اور اس کا موازنہ فریڈ ڈونر اور پیٹریسیا کرون جیسے محققین کے کام سے کیا جائے گا۔ دوسرے حصے میں، اینتھنی کے قرآن کو ایک تاریخی دستاویز کے طور پر استعمال کرنے کے طریقہ کار کا تجزیہ کیا جائے گا۔ بعد ازاں، تیسرے اور چوتھے حصے میں، سیرتِ نبوی سے متعلق شیعہ اور سنی نقطہ ہائے نظر کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔ آخر میں، اس تقابلی جائزے کے نتائج کو "ایمانی۔ تنقیدی تاریخ نویسی" کے ایک ممکنہ نمونے کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

نظریاتی سطح پر، اس تحقیق کی بنیاد اس مفروضے پر ہے کہ قرآن محض ایک مذہبی متن نہیں، بلکہ اپنی ذات میں تاریخ ساز بھی ہے؛ یعنی وحی کے عمل کے دوران معنی اور تاریخ بیک وقت تشکیل پاتے ہیں۔ اس اصول کی روشنی میں، نبی اکرم ﷺ کی تاریخ کو صرف بیرونی مصادر یا سیاسی دستاویزات کے محدود فریم ورک میں نہیں سمجھا جا سکتا، بلکہ اس کے لیے متنِ وحی اور اس سے وابستہ تفسیری روایت کے اندر سے دیکھنا ناگزیر ہے۔ شیعہ روایت میں، یہ نقطہ نظر علامہ طباطبائی کی تفسیر المیزان میں نمایاں طور پر موجود ہے۔ وہ قرآن کی تفسیر کو خود قرآن کے داخلی حوالہ جات کے بغیر ناممکن قرار دیتے ہیں) شفیعیان، ۲۰۱۳-۲۰۱۴ء (اور محض نقلی روایات پر انحصار کرنے والے مفسرین کے اسلوب پر تنقید کرتے ہوئے متنِ وحی کی معنوی خود مختاری پر زور دیتے ہیں۔ اسی طرح اہل سنت کی روایت میں، اگرچہ محدثین اور سیرت نگاروں کا منہج سندِ روایت کی توثیق پر استوار ہے، لیکن ان کا حتمی مقصد محض تاریخ نویسی نہیں، بلکہ نبوی نمونے کو ایمان کے ایک معیار کے طور پر محفوظ کرنا ہے (غلا معلیٰ و محمدی، ۲۰۲۳ء)

اس تناظر میں، اینتھنی کے نقطہ نظر کا ان دونوں اسلامی روایات کے ساتھ تقابلی جائزہ، اسلامی مطالعات میں "ایمان" اور "تاریخ" کے باہمی رشتے کی گہری تفہیم کا باعث بن سکتا ہے۔ جیسا کہ آگے واضح کیا جائے گا، اگرچہ اینتھنی نبی اکرم ﷺ کی ایک تاریخی اور معروضی تصویر پیش کرنے کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن غیر دانستہ طور پر اس کا تحقیقی اسلوب بعض مقامات پر خود اسلامی روایت کے داخلی تفسیری رجحانات سے ہم آہنگ نظر آتا ہے، خصوصاً وحی کے تاریخی سیاق، زبان اور تاریخ کے باہمی تعامل، اور ابتدائی متون کی طرف رجوع کی اہمیت

پر زور دینے کے معاملے میں۔ لہٰذا، اینتھنی پر شیعہ اور سنی تنقید کا مقصد اس کے طریقہ کار کی مکمل نفی نہیں، بلکہ ایمانی اصولوں کی روشنی میں اس کی اصلاح اور اسے مزید گہرائی عطا کرنا ہے۔

ڈاکٹر شان ویلیم اینتھنی کا تعارف

ڈاکٹر شان ویلیم اینتھنی اسلامی فکری تاریخ اور صدرِ اسلام کے میدان میں ایک نمایاں محقق کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی اعلیٰ تعلیم کا آغاز کلیولینڈ، ٹینیسی کی "لی یونیورسٹی" سے کیا اور سن ۲۰۰۰ء میں مذہبی مطالعات میں بیچلر کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد وہ مزید تعلیم کے لیے قاہرہ تشریف لے گئے جہاں انہوں نے "امریکن یونیورسٹی آف قاہرہ" سے جون ۲۰۰۳ء میں مڈل ایسٹرن اسٹڈیز میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔

آنتھنی نے "یونیورسٹی آف شکاگو" سے نیئر ایسٹرن لینگویجز اینڈ سویلائزیشنز میں پی ایچ ڈی کی تعلیم جاری رکھی اور اگست ۲۰۰۹ء میں اعلیٰ اعزاز کے ساتھ فارغ التحصیل ہوئے۔ ان کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ، جس کا عنوان " خلیفہ اور بدعت گذار: عبداللہ بن سبا، سبائیہ اور تشیع کا آغاز: اسطورہ اور تاریخ کے مابین" تھا، پروفیسر وداد قاضی (نگران)، پروفیسر فریڈ ایم۔ ڈونر، اور پروفیسر ولفرڈ میڈلونگ جیسے نامور اساتذہ کی نگرانی میں مکمل ہوا۔ یہی تحقیقی کام بعد میں تشیع کی تاریخ پر ان کی اولین اہم تصنیف کی بنیاد بنا۔

ڈاکٹر اینتھنی عربی، فارسی، سریانی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔ ان کی تحقیق کے مرکزی موضوعات میں ابتدائی اسلامی دور کی فکری و سماجی تاریخ، ابتدائی اسلامی ادب، اموی و عباسی ادوار (ساتویں سے تیرہویں صدی عیسوی) کی ریاست و سیاست، اور اسلامی روایات کا قدیم دنیا کی مسیحائی اور آخرالزمانی تعلیمات سے تقابلی مطالعہ شامل ہیں۔

پی ایچ ڈی مکمل کرنے کے بعد، وہ "یونیورسٹی آف اوریگون" میں تاریخ کے اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر تعینات ہوئے اور ۲۰۱۰ء سے وہیں تدریس و تحقیق کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے تدریسی موضوعات میں "اسلامی تہذیب کی بنیادیں"، "قرون وسطیٰ کی اسلامی تہذیب"، "تشیع اور انقلاب"، "عرب فتوحات اور شاہی بیانیہ"، اور "محمد ﷺ، قرآن اور اسلام کا آغاز" شامل ہیں۔

سال ۲۰۱۳-۲۰۱۴ء میں، انہیں پرنسٹن کے معروف "انسٹی ٹیوٹ فار ایڈوانسڈ اسٹڈی" میں اسکول آف ہسٹاریکل اسٹڈیز اور اینڈریو ڈبلیو۔ میلن فاؤنڈیشن کے ریسرچ فیلو کے طور پر منتخب کیا گیا۔ ان کے دیگر

اعزازات میں نیشنل اینڈومنٹ فار دی ہیومینٹیز فیلوشپ (۲۰۱۲-۲۰۱۳ء)، انسٹی ٹیوٹ آف اسماعیلی اسٹڈیز کی جانب سے "زاہد علی ایوارڈ" (۲۰۱۱ء)، اور یونیورسٹی آف شکاگو کی متعدد اسکالرشپس شامل ہیں۔

ان کی نمایاں تصانیف میں The Caliph and the Heretic: Ibn Sabaʾ and the Origins of Shiʿism (Brill, 2012)، Crucifixion and the Spectacle of Death: Umayyad Crucifixion in Its Late Antique Context (American Oriental Society, 2014)، اور معمر بن راشد کی کتاب المغازی کا ترجمہ و تدوین (NYU Press, 2014) شامل ہیں۔ ان کی تصانیف کو علمی حلقوں میں وسیع پیمانے پر سراہا گیا ہے اور معتبر علمی جرائد میں ان پر تبصرے شائع ہو چکے ہیں۔

ان کی حالیہ تحقیق کا عنوان Hidden Redeemers, Sleeping Heroes, and Wandering Messiahs ہے، جس میں ابتدائی صدیوں میں تشیّع کی تعلیماتِ غیبت و رجعت کے تاریخی ماخذ کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ڈاکٹر اینتھنی تحقیق و تدریس کے علاوہ متعدد بین الاقوامی علمی جرائد کے لیے مقالوں کی نظرثانی کرتے ہیں اور Review of Qurʾanic Research کے ادارتی بورڈ کے رکن بھی ہیں۔ امریکن اورینٹل سوسائٹی، مڈل ایسٹ اسٹڈیز ایسوسی ایشن، اور انٹرنیشنل سوسائٹی فار قرآنی اسٹڈیز جیسے علمی اداروں میں ان کی رکنیت، اسلامک اسٹڈیز کے میدان میں ان کے بلند علمی مقام کی تصدیق کرتی ہے۔

کتاب "محمد اور ایمان کی سلطنتیں" کی نظریاتی بنیادیں

شان اینتھنی کی کتاب "محمد اور ایمان کی سلطنتیں" ان معاصر تصانیف میں سے ایک ہے جنھوں نے گزشتہ دہائی میں تنقیدی تاریخ نویسی اور بین الاختصاصی مطالعات کے جدید رجحانات کو بروئے کار لاتے ہوئے، ابتدائی اسلامی تاریخ کی ایک ایسی تشکیلِ نو پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو ہم عصر اور غیر اسلامی مصادر پر مبنی ہو۔ اینتھنی اس کتاب میں عیسائی و یہودی مطالعات میں رائج "تنقیدی مطالعۂ کتابِ مقدس" کی روایت سے استفادہ کرتے ہوئے، مادی، لسانی اور متنی شواہد کی بنیاد پر ظہورِ اسلام کی تشریح ایک ایسے تاریخی-تہذیبی فریم ورک میں کرنے کی کوشش کرتا ہے جس میں مقدس تاریخ اور فطری تاریخ کے مابین روایتی سرحدیں ماند

پڑ جاتی ہیں۔ اینتھنی کا یہ رویہ، دیگر مستشرقین کی طرح، محض تاریخی، مادی اور سیکولر پہلوؤں پر ارتکاز کے باعث متعدد علمی سوالات کو جنم دیتا ہے۔

ا۔ تنقیدی تاریخ نویسی کا نقطہ نظر

تنقیدی تاریخ نویسی ایک ایسا منہج ہے جو اسلامی ایمانیات یا الٰہیات کے بجائے، تاریخی، لسانی اور تقابلی طریقہ ہائے کار پر انحصار کرتے ہوئے قرآن کے متن کی ابتدا، تشکیل اور ارتقاء کا جائزہ لیتا ہے) بیدختی و دیگران، ۲۰۲۲ء (۔ یہ نقطہ نظر انیسویں صدی میں مغرب کے اندر کتابِ مقدس کے تنقیدی مطالعات سے متاثر ہو کر پروان چڑھا۔ اس فریم ورک میں مستشرقین قرآن کو ایک تاریخی متن گردانتے ہیں جو جزیرہ نمائے عرب کے ثقافتی، سماجی اور مذہبی پس منظر میں وجود میں آیا اور یہودی، مسیحی اور حنیفی روایات کے ساتھ تعامل سے متاثر ہوا۔ تھیوڈور نولڈیکے، شوالی اور بلاشر جیسے محققین نے اسی منہج کے ذریعے قرآن کے نزول، تدوین اور جمع و ترتیب کے عمل کی از سر نو تشکیل کی کوشش کی۔ انہوں نے اسلوب اور مواد کے تجزیے کی بنیاد پر سورتوں کو مکی اور مدنی ادوار میں تقسیم کیا اور یہ مفروضہ پیش کیا کہ قرآن بتدریج اور مخصوص تاریخی حالات کے تحت تشکیل پایا۔ اس نقطہ نظر کے تحت، وفاتِ رسول ﷺ کے بعد قرآن کی جمع و تدوین اور مصحف کی تشکیل کے عمل کو بھی تنقیدی جائزے کا موضوع بنایا جاتا ہے اور اس میں لاحقہ تبدیلیوں یا ترامیم کے امکان پر بحث کی جاتی ہے۔

اس رویے میں لسانی شواہد، غیر اسلامی تاریخی مصادر اور ہم عصر متون کے موازنے پر زور دیا جاتا ہے۔ مستشرقین کا مقصد قرآن کو ایک الٰہی وحی کے بجائے ایک تاریخی مظہر کے طور پر سمجھنا ہے) رضائی اصفہانی و کریمی، ۲۰۲۱ء (۔ تاہم، اس نقطہ نظر کو مسلمان مفکرین کی جانب سے شدید تنقید کا سامنا رہا ہے، جو اسے سیکولر مفروضات پر مبنی اور قرآن کے مقدس پہلو سے غفلت کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ اس کے باوجود، مستشرقین کی تنقیدی تاریخ نویسی نے علمی دنیا میں تقابلی اور باضابطہ قرآنی مطالعات کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اینتھنی اپنی کتاب کے مقدمے میں واضح کرتا ہے کہ اس کا مقصد نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو ایک "تاریخی شخصیت" کے طور پر از سر نو مرتب کرنا ہے، نہ کہ وحی کی الٰہیاتی تشریح پیش کرنا۔ اس سفر میں وہ دو نظریاتی ماڈلز سے استفادہ کرتا ہے: اول، مغربی تنقیدی تاریخ نویسی کی روایت جو مصادر کی توثیق اور تاریخی تہہ بندی پر استوار ہے (Anthony, 2020)، اور دوم، وہ تہذیبی فریم ورک جو پیٹر براؤن نے "عہدِ قدیمِ

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

متاخر "کے تصور کے تحت پیش کیا ہے)احمدی، ۲۰۲۳ء (۔ اس فریم ورک میں، ظہورِ اسلام کو ایک مکمل طور پر نئی تہذیب کے آغاز کے بجائے، چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی کے مذہبی، سماجی اور سیاسی بحرانوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ایک داخلی تہذیبی تبدیلی کے طور پر دیکھا جاتا ہے (Brown, 2003)۔

اسی بنیاد پر، اینتھنی سیرتِ نبوی کو ایک ایسے تاریخی عمل کا نتیجہ قرار دیتا ہے جس کے دوران ابتدائی منتشر روایات (بشمول قرآن، حدیث اور غیر اسلامی متون) نے بتدریج ایک مربوط بیانیے کی شکل اختیار کی۔ اس کی نظر میں، دوسری صدی ہجری کی اسلامی روایات، تاریخی واقعات کی براہِ راست رپورٹنگ کے بجائے، ایک نوزائیدہ مسلم معاشرے کی اپنی شناخت کو مستحکم کرنے کی کوششوں کا عکس ہیں۔ یہی تصور اسے اس نتیجے پر پہنچاتا ہے کہ قرآن کو ایک الٰہی اور مقدس کتاب کے بجائے، ابتدائی مسلم معاشرے کے داخلی تنازعات کو سمجھنے کے لیے ایک تاریخی ماخذ کے طور پر دیکھا جائے۔

یہ نقطہ نظر اسلامی روایت میں محدثین اور مفسرین کے طریقہ کار سے مطابقت نہیں رکھتا۔ مثال کے طور پر، اگرچہ دوسری صدی ہجری سے مسلمان محدثین نے "جرح و تعدیل" جیسے اصولوں کے ذریعے روایات کی سندی حیثیت کا تعین کیا، لیکن ان کا مقصد جدید معنوں میں تاریخی سچائی کی دریافت نہیں تھا، بلکہ وحی اور سنت کے معانی منتقل کرنے میں راوی کے قابلِ اعتماد ہونے کا تعین کرنا تھا۔ لہٰذا، اینتھنی کے منہج کا اسلامی علم الرجال سے موازنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ "نقدِ مصادر" کا تصور استعمال کرنے کے باوجود، اسلامی تاریخ کی مقدس بنیاد کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

۲۔ تاریخی ماخذ کے طور پر قرآن

آج کل قرآن کو ایک تاریخی ماخذ تصور کرنا اور اسے تجربی و سیکولر معیارات، خصوصاً مصحف شناسی اور ریڈیو کاربن ڈیٹنگ جیسی تکنیکوں، کی کسوٹی پر پرکھنے کا رجحان عام ہے) کریمی و رضائی اصفہانی، ۲۰۲۵ء (۔ اینتھنی کی کتاب کا ایک امتیازی پہلو قرآن کو استعمال کرنے کا اس کا مخصوص طریقہ ہے۔ ان بہت سے سابقہ مستشرقین کے برعکس جو قرآن کی تاریخی حیثیت پر سوال اٹھاتے تھے، اینتھنی قرآن کو "ابتدائی اسلامی معاشرے کی قدیم ترین دستیاب دستاویز" تسلیم کرتا ہے، لیکن اس مفروضے کے ساتھ کہ قرآن کا تجزیہ بھی کسی دوسرے انسانی متن کی طرح اس کے نزول کے سماجی اور لسانی پس منظر میں ہی کیا جانا چاہیے (Anthony, 2020, pp. 32–40)۔

بہت سے مستشرقین قرآن کی بشری اور زمانہ شناس تشریحات پیش کرتے ہیں (زمانی و کریمی، ۲۰۲۲ء)۔ اینتھنی کی نظر میں بھی، قرآن کی زبان الٰہی وحی کی زبان نہیں، بلکہ جزیرہ نمائے عرب اور اس کے ملحقہ علاقوں میں رائج مذہبی گفتگو کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا، وحی، نبی، ایمان، کافر اور کتاب جیسے قرآنی تصورات کا تجزیہ صرف عہدِ قدیمِ متاخر کی یہودی اور مسیحی روایات کے ساتھ تقابل ہی میں بامعنی ہو سکتا ہے۔ یہی نقطہ نظر اینتھنی کو، خصوصاً کتاب کے دوسرے اور تیسرے ابواب میں، مذہبی اصطلاحات کے تسلسل اور قرآن کے سریانی و عبرانی متون کے ساتھ وسیع بین المتنیت پر زور دینے پر مائل کرتا ہے۔

شیعہ و سنی مفسرین کے نقطہ نظر سے، قرآن کا یہ تصور ایک بنیادی خامی پر مبنی ہے، کیونکہ اسلامی روایت میں قرآن محض کسی مذہبی گفتگو کا عکس نہیں، بلکہ کلامِ الٰہی ہے جو ایک مخصوص زبان اور تاریخی حالات میں نازل ہونے کے باوجود ایک ماورائے تاریخ حقیقت کا حامل ہے۔ جیسا کہ علامہ طباطبائی فرماتے ہیں": قرآن کتابِ ہدایت ہے، نہ کہ تاریخ یا طبیعیات کی کتاب؛ لیکن یہ جہاں بھی تاریخ کا ذکر کرتا ہے، اس کا مقصد ہدایت ہی ہوتا ہے، اور یہی اس کے اعجاز کا ایک پہلو ہے۔" (آریان، ۲۰۰۸ء)

اس اصول کی روشنی میں، قرآن کا کوئی بھی تاریخی تجزیہ اگر اس کے ہدایت پر مبنی مقصد سے غافل ہو جائے، تو وہ ایک قسم کی " تفسیری تاریخ زدگی "کا شکار ہو جاتا ہے۔ اینتھنی اگرچہ غیر معمولی دقت کے ساتھ قرآن کے تاریخی پس منظر کا تجزیہ کرتا ہے، لیکن وحی کے اخلاقی و توحیدی مقاصد کے ساتھ اس کے داخلی ربط کو نظر انداز کرنے کے باعث، اسلامی نقطہ نظر سے، وہ ایک خارجی تجزیے کی سطح سے آگے نہیں بڑھ پاتا۔

۳۔ بین الاختصاصی طریقہ کار اور غیر اسلامی شواہد

بین الاختصاصی مطالعات نے آج قرآنی علوم کے ایک وسیع دائرے کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے) رضائی اصفہانی و کریمی، ۲۰۲۴ء (۔ اینتھنی کی کتاب کی ایک بڑی خوبی متنوع تاریخی شواہد کا استعمال ہے۔ وہ سریانی متون (جیسے بازنطینی مصادر اور آثارِ قدیمہ کی دریافتوں کا جائزہ لے کر ظہورِ اسلام کے ماحول کی ایک آزاد تصویر پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ رویہ بظاہر تاریخی دقت کو تو بڑھاتا ہے، لیکن اسلامی فلسفۂ تاریخ کے نقطہ نظر سے ایک بنیادی سوال کھڑا کرتا ہے: کیا نبی اکرم ﷺ کی تاریخ کو ان مصادر پر انحصار کیے بغیر از سر نو مرتب کیا جا سکتا ہے جو خود ایمان کی روایت کے اندر تشکیل پائے ہیں؟

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

علامہ مرتضی مطہری "وحی و نبوت" میں زور دیتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی تاریخ کو صرف ان مصادر سے سمجھا جاسکتا ہے جو روح نبوت سے جڑے ہوں، کیونکہ "نبی ﷺ کی تاریخ درحقیقت وحی کے ظہور کی تاریخ ہے، نہ کہ محض عام واقعات کا بیان" (مطہری، ۲۰۱۳ء)۔ اسی طرح، آیت اللہ جوادی آملی "تفسیر موضوعی قرآن کریم" میں انبیاء کی تاریخ کو "حقیقتِ وحی کا تاریخی ظہور" قرار دیتے ہیں (جوادی آملی، ۱۹۹۸ء)۔ لہٰذا، اینتھنی کا منہج جو وحی اور تاریخ کے درمیان تفریق پر اصرار کرتا ہے، اسلامی علم شناسی کے نقطہ نظر سے، معنی اور حقیقت کے درمیان خلیج کو مزید وسیع کرتا ہے۔

اس کے برعکس، اگرچہ سنی روایت تاریخی منہج میں نقل کی سند پر انحصار کرتی ہے، لیکن اس روایت میں بھی کبھی غیر اسلامی مصادر کو داخلی مذہبی روایات کا متبادل نہیں سمجھا گیا۔ امام فخر الدین رازی التفسیر الکبیر میں بارہا اس بات پر زور دیتے ہیں کہ "اہلِ کتاب کی خبر" اس وقت تک قابلِ قبول نہیں جب تک وہ قرآن کے اصولوں سے مطابقت نہ رکھتی ہو (فخر رازی، ۴۱۱)۔ لہٰذا، اینتھنی کا قرآن و حدیث پر بیرونی مصادر کو ترجیح دینے کا رجحان، اسلامی روایت کے علمی مراتب کی ترتیب کو الٹ دینے کے مترادف ہے۔

۴۔ "عہدِ قدیمِ متاخر" کا مسئلہ اور اسلام کا تہذیبی بیانیہ

اینتھنی اپنی تحقیق میں ظہورِ اسلام کو "عہدِ قدیمِ متاخر" کے تصوراتی پس منظر میں رکھ کر دیکھتا ہے۔ اس کے مطابق، نبی اکرم ﷺ کسی تاریخی خلا میں نہیں، بلکہ یہودیت، عیسائیت اور عرب کے مقامی عقائد کے مابین شدید فکری کشمکش سے بھری دنیا میں مبعوث ہوئے۔ یہ نقطہ نظر، اگرچہ تاریخی لحاظ سے مفید ہے، لیکن الٰہیاتی اعتبار سے سنگین مضمرات کا حامل ہے؛ کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کو محض ابراہیمی روایات کے تسلسل میں آنے والے دیگر مذہبی مصلحین میں سے ایک کے طور پر پیش کرتا ہے۔

اس کے برعکس، شیعہ اور سنی، دونوں مکاتبِ فکر "وحیِ محمدی کی انفرادیت" اور "ختمِ نبوت" کے عقیدے پر زور دیتے ہیں۔ علامہ طباطبائی کے مطابق، اگرچہ قرآن الفاظ اور مضامین کے اعتبار سے سابقہ ادیان سے تعلق رکھتا ہے، لیکن درحقیقت یہ "تاریخِ انسانیت میں سلسلۂ وحی کا نقطۂ اختتام" ہے؛ یعنی یہ بیک وقت تسلسل بھی ہے اور انقطاع بھی۔ جبکہ اینتھنی صرف تسلسل کے پہلو پر توجہ مرکوز رکھتا ہے اور انقطاع کے فیصلہ کن پہلو سے غفلت برتتا ہے۔

مجموعی طور پر، یہ کہا جاسکتا ہے کہ اینتھنی کا منہج تین بنیادی خصوصیات پر مشتمل ہے:

۱۔ اسلامی مصادر پر روایت کے دائرے سے باہر کھڑے ہو کر تنقید؛

۲۔ قرآن کا ایک تاریخی دستاویز کے طور پر تجزیہ؛

۳۔ ظہورِ اسلام کی تشریح عہدِ قدیم متاخر کے تہذیبی فریم ورک میں۔

یہ تینوں خصوصیات مغربی تاریخ نویسی کے نقطہ نظر سے علمی پختگی اور دقت کی علامت سمجھی جاسکتی ہیں، لیکن اسلامی روایت کے زاویۂ نگاہ سے یہ تاریخِ اسلام کے وحیانی پہلو اور اس کے مقدس مقصد کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہیں۔ اسی بنا پر، اینتھنی کے کام کا علمی محاکمہ دو مختلف علمی نظاموں ـــ یعنی تاریخی۔ تجربی علم اور وحیانی۔ تفسیری علم ـــ کے مابین ایک سنجیدہ مکالمے کا تقاضا کرتا ہے۔

شان اینتھنی کے تاریخی نقطہ نظر کے مقابل: وحی و سیرت کا شیعہ تصور

شیعہ روایت میں وحی، نبوت اور تاریخ کے مابین تعلق کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ جدید تاریخ نویسی کے ان رویوں کے برعکس جو امرِ قدسی اور امرِ تاریخی کے درمیان ایک قطعی تفریق قائم کرتے ہیں، شیعہ فکر ان دونوں دائروں کو ایک دوسرے میں پیوست سمجھتی ہے؛ اس طرح کہ نبی اکرم ﷺ کی تاریخ محض بیرونی واقعات کا عکس نہیں، بلکہ "وحی" نامی ایک ماورائی حقیقت کا ٹھوس زمینی ظہور سمجھی جاتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے، سیرتِ نبوی کی کوئی بھی ایسی تاریخی تشکیلِ نو جو وحی اور امامت کے الٰہیاتی اصولوں سے ناواقف ہو، وہ اسلام کی ایک نامکمل اور بعض اوقات مسخ شدہ تصویر پیش کرے گی۔ اس ضمن میں، شان اینتھنی کے نقطہ نظر کا موازنہ علامہ طباطبائی، مرتضی مطہری اور عبداللہ جوادی آملی جیسے شیعہ مفسرین کے تفسیری اصولوں سے کرنے پر دو مختلف علمی نظاموں ـــ ایک تجربی و تاریخی، اور دوسرا وحیانی و تاویلی ـــ کے مابین گہرا فرق واضح ہو جاتا ہے۔

۱۔ شیعہ تفسیر میں وحی: ماورائے تاریخ، نہ کہ تاریخ سے متصادم

علامہ طباطبائی المیزان فی تفسیر القرآن میں وحی کو "عالمِ غیب اور عالمِ شہود (ظاہر) کے درمیان ایک حقیقی ربط" قرار دیتے ہیں جو انسانی زبان کے قالب میں جلوہ گر تو ہوتا ہے، لیکن اس کی ماہیت انسانی شعور سے مختلف ہے۔ وہ زور دیتے ہیں کہ قرآن اگرچہ ایک تاریخی پس منظر میں نازل ہوا، لیکن اپنی اصل میں ماورائے تاریخ ہے؛ یعنی اس کے معانی اور ہدایت کسی خاص زمان و مکان تک محدود نہیں ہیں (طباطبائی، ۱۹۹۵ء، ج۱، ص

۲۳)۔ یہ نقطہ نظر اینتھنی کے اس تصور سے براہِ راست متصادم ہے جو وحی کو محض "سماجی پس منظر میں ایک مذہبی گفتگو" قرار دیتا ہے۔

علامہ طباطبائی کے نزدیک، قرآن کے نزول کی تاریخ محض معنی کے ظہور کا ایک ظرف ہے، نہ کہ اس کی مکمل علت۔ اس کے برعکس، اینتھنی آیات کی تشریح میں تاریخی پس منظر کو متن فہمی کی بنیادی کنجی سمجھتا ہے۔ مثال کے طور پر، اہل کتاب سے متعلق آیات کا تجزیہ کرتے ہوئے اینتھنی کا ماننا ہے کہ یہ آیات ابتدائی مسلمانوں اور عرب کے یہودی۔ مسیحی گروہوں کے مابین تنازعات کا عکس ہیں۔ لیکن علامہ کے تفسیری نقطہ نظر سے، یہ آیات ایک تاریخی واقعے کے بیان کے ساتھ ساتھ، امتوں کے وحی کے ساتھ برتاؤ سے متعلق ایک آفاقی الٰہی قانون کو بھی بیان کرتی ہیں۔ نتیجتاً، اینتھنی کی تاریخی تفسیر، متن کے معنوی استعلاء کو ایک وقتی حادثے کی سطح تک محدود کر دیتی ہے۔

شہید مطہری بھی اپنی تصنیف "وحی و نبوت" میں اسی نکتے پر زور دیتے ہیں کہ وحی اگرچہ تاریخ میں رونما ہوتی ہے، لیکن اس کی ماہیت محض علمی یا لسانی نہیں بلکہ وجودی ہے۔ اس نقطہ نظر سے، نبی اکرم ﷺ کی تاریخ کو عام تجربی تاریخ نویسی کے پیمانوں سے نہیں جانچا جا سکتا؛ کیونکہ یہاں تاریخ کا مرکزی کردار ایک ایسی ہستی ہے جو براہِ راست منبعِ الٰہی سے متصل ہے۔ لہٰذا، ہر وہ تجزیہ جو نبی اکرم ﷺ کو محض ایک سماجی مصلح یا ثقافتی رہنما کے طور پر پیش کرے، وہ درحقیقت مقامِ نبوت کو محض انسانی سطح پر گرا دیتا ہے۔

۲۔ شیعہ فکر میں سیرتِ نبوی: تاریخِ ہدایت

شیعہ فکر میں، نبی اکرم ﷺ کی تاریخ محض واقعات کا تسلسل نہیں، بلکہ الٰہی ہدایت کے عملی ظہور کی تاریخ ہے۔ آیت اللہ جوادی آملی اپنی تفسیر تسنیم اور کتاب وحی و نبوت در قرآن میں اس نکتے پر زور دیتے ہیں کہ "سیرتِ پیغمبر، قرآن کا عملی ظہور ہے"؛ لہٰذا سیرت اور متنِ وحی میں کوئی دوئی نہیں ہے۔ یہ نقطہ نظر "تاریخِ ہدایت" کے تصور کو "سماجی تاریخ" کے مقابلے میں پیش کرتا ہے۔ تاریخِ ہدایت میں واقعات صرف الٰہی مقصد کی نسبت سے ہی بامعنی ہوتے ہیں، جبکہ سماجی تاریخ میں معنی ثقافتی و سیاسی ڈھانچوں کے پس منظر سے اخذ کیے جاتے ہیں۔

اینتھنی اپنی کتاب میں اس کے بالکل برعکس، سیرتِ نبوی کو قرآن سے الگ کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اسے خارجی معیارات پر پرکھا جا سکے۔ مثال کے طور پر، وہ غزواتِ نبوی کا تجزیہ کرتے ہوئے ان واقعات

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کو جزیرہ نمائے عرب کے قبائلی اور معاشی تنازعات کے فریم ورک میں دیکھتا ہے، نہ کہ "جہاد فی سبیل اللہ" کے ظہور کے طور پر۔ شیعہ نقطہ نظر سے، یہ تشریح اگرچہ تاریخی معلومات کے اعتبار سے درست ہو سکتی ہے، لیکن معنوی اعتبار سے ناقص ہے؛ کیونکہ جہادِ نبوی محض ایک سیاسی عمل نہیں، بلکہ عدل اور توحید کے قیام کے لیے ایک الٰہی جدوجہد ہے۔

شہید مطہری "سیری در سیرہ نبوی" میں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سیرت کا فہم نبی اکرم ﷺ کے الٰہی مقصد اور تاریخی مشن کو سمجھے بغیر ناممکن ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "تاریخِ پیغمبر میں ہم جو کچھ دیکھتے ہیں، وہ ایسے واقعات نہیں ہیں جو باہر سے ان پر مسلط کیے گئے ہوں، بلکہ ان کا ہر عمل ایک الٰہی اصول کا ظہور ہے۔" اس زاویۂ نگاہ سے، سیرت کی ہر وہ تشریح جو اس کی روحانی اور تشریعی جہات کو نظر انداز کر کے محض تاریخی پہلو پر اکتفا کرے، وہ محض ظاہری سطح پر ہی محدود رہ جاتی ہے۔

۳۔ قرآنی مطالعات میں تاریخیت (Historicism) پر شیعہ تنقید

گزشتہ چند دہائیوں میں، اینجلیکا نیو ورتھ، نکولائی سینائی اور شان اینتھنی جیسے مغربی محققین نے تاریخی ہرمنیوٹکس (Historical Hermeneutics) سے متاثر ہو کر قرآن کو "ایک تشکیل پاتے ہوئے متن (a text in the making) " کے طور پر مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ نقطہ نظر، جسے بعض اوقات "سیاقی قرات (Contextual Reading) " بھی کہا جاتا ہے، اس مفروضے پر مبنی ہے کہ قرآن کی تفہیم اس کے نزول کے سماجی اور فکری پس منظر کی از سر نو تشکیل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اس نقطہ نظر کے برعکس، محمد ہادی معرفت اور سید محمد باقر حجتی جیسے شیعہ مفسرین نے اپنی تصانیف، بشمول التمہید فی علوم القرآن اور پژوہشی در تاریخ قرآن میں، "انتہا پسندانہ تاریخیت (Extreme Historicism)" پر شدید تنقید کی ہے۔ معرفت کا مؤقف ہے کہ تفسیر میں تاریخیت اگرچہ شانِ نزول اور تاریخی ماحول کو سمجھنے میں مددگار ہے، لیکن جب یہ متن کے ہدایت پر مبنی مقصد کی جگہ لے لیتی ہے، تو قرآن کو "کلام اللہ" کے مقام سے گرا کر محض ایک "تاریخی دستاویز" کی سطح پر لے آتی ہے۔ اینتھنی کے نقطہ نظر پر تنقید کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ عین اسی لغزش کا شکار ہوا ہے: وہ قرآن کو اس لیے پڑھتا ہے تاکہ اس کے ذریعے عرب کی تاریخ کو جان سکے، نہ کہ اس لیے کہ تاریخ کے ذریعے وحی کے معانی تک رسائی حاصل کرے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

یہ فرق بظاہر معمولی لیکن اپنی اساس میں نہایت گہرا ہے۔ اسلامی علم شناسی (epistemology) میں تاریخ، وحی کو سمجھنے کا ایک ذریعہ ہے، نہ کہ اس کے برعکس۔ علامہ طباطبائی کے الفاظ میں، "قرآن تاریخ کا معیار ہے، نہ کہ تاریخ قرآن کا معیار۔" اس کے برعکس، اینتھنی تاریخی سچائی کا معیار خارجی شواہد میں تلاش کرتا ہے اور متنِ وحی کو ثقافتی پس منظر کے تابع سمجھتا ہے۔ لہٰذا، اس کی تفسیر دینی علم کے دائرے میں داخل نہیں ہوتی، بلکہ تاریخی مظہریت (Historical Phenomenology) کے دائرے تک محدود رہتی ہے۔

۴۔ مسئلہ امامت اور ہدایت کا تاریخی تسلسل

شیعہ فکر کا ایک کلیدی جزو جو اینتھنی پر تنقید میں اہم کردار ادا کرتا ہے، وہ تصورِ امامت ہے۔ شیعہ نقطہ نظر میں، تاریخِ وحی وفاتِ رسول ﷺ پر ختم نہیں ہوتی، بلکہ معصوم ائمہ کے ذریعے ہدایت کے تسلسل کی صورت میں جاری رہتی ہے۔ یہی تاریخی تسلسل، سیرتِ نبوی کی ایک متحرک اور داخلی (درونِ وحیانی) تفسیر کا امکان فراہم کرتا ہے۔

جہاں اینتھنی ظہورِ اسلام کا تجزیہ محض سماجی اداروں اور سیاسی طاقت کی سطح پر کرتا ہے، وہیں تصورِ امامت "وحی کے روحانی اور تفسیری تسلسل" پر زور دیتا ہے۔ اس اصول کے مطابق، تاریخِ پیغمبر کی حقیقی تفہیم صرف سنتِ اہل بیت (ع) کے ذریعے ہی ممکن ہے، کیونکہ وہی وحی کے باطن کے حامل ہیں۔ جیسا کہ امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا:

"نحن الراسخون فی العلم، نعلم تأویله۔" (ہم ہی علم میں پختگی رکھنے والے ہیں اور ہم ہی اس کی تاویل جانتے ہیں۔)

اسی بنا پر، شیعہ مفسرین تاریخِ پیغمبر کو ماضی میں مقید ایک داستان نہیں، بلکہ عصرِ حاضر کے انسان کی ہدایت کے لیے ایک زندہ منصوبے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اس کے برعکس، اینتھنی اس روحانی تسلسل کو نظر انداز کر کے تاریخِ اسلام کو محض قبائلی تنازعات کی ایک داستان کی سطح پر گرا دیتا ہے۔

لہٰذا، شیعہ تفسیری و فلسفی اصولوں کی روشنی میں، اینتھنی کے نقطہ نظر پر تنقید کا خلاصہ درج ذیل نکات میں کیا جا سکتا ہے:

۱۔ علمیاتی سطح پر تضاد: اینتھنی کی بنیاد تجربی علم پر ہے، جبکہ شیعہ تفسیر کی بنیاد وحیانی علم پر ہے۔

۲۔ مقصدِ ہدایت سے غفلت : وہ قرآن کو ماضی کی تشکیلِ نو کے لیے ایک دستاویز سمجھتا ہے، نہ کہ آج کے انسان کے لیے رہنما۔

۳۔ باطنی پہلو اور امامت کا اخراج : اینتھنی امامت کی صورت میں وحی کے تاریخی تسلسل کو نظر انداز کرتا ہے، جس کے نتیجے میں اسلام کے بارے میں اس کی تفہیم ناقص رہ جاتی ہے۔

۴۔ متن کی تاریخ زدگی : اس کے نقطہ نظر میں، معنی زمانے میں منجمد ہو جاتا ہے، جبکہ شیعہ فکر میں معنی ماورائے تاریخ اور متحرک ہے۔

مختصراً یہ کہ اینتھنی پر شیعہ تنقید کسی تعصب پر نہیں، بلکہ "فلسفۂ وحی" پر مبنی ہے؛ ایک ایسا فلسفہ جس میں تاریخ امرِ مقدس کی نفی نہیں، بلکہ اس کے ظہور کا ذریعہ ہے۔ یہ نقطہ نظر اسلامی روایت اور جدید تاریخ نویسی کے درمیان مکالمے کا ایک نیا امکان فراہم کرتا ہے؛ ایک ایسا مکالمہ جس میں تاریخ، ایمان کا متبادل نہیں، بلکہ اس کی ہم قدم اور مؤید بن جاتی ہے۔

شان اینتھنی کے نقطہ نظر کے تناظر میں: وحی و سیرت کا سنی تصور

اہلِ سنت کی روایت میں، نبی اکرم ﷺ کی تاریخ نہ صرف اسلامی ایمان کا ایک لازمی جزو ہے، بلکہ قرآن و شریعت کی تفہیم کا بنیادی ستون بھی ہے۔ جدید مغربی نقطہ نظر کے برعکس جو تاریخ اور وحی کے درمیان ایک حد فاصل قائم کرتا ہے، علمائے اہل سنت نے ابتدا ہی سے تاریخ اور ایمان کے تعلق کو برقرار رکھتے ہوئے سیرتِ نبوی کو ایک "مقدس تاریخ" کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابن ہشام کی السیرۃ النبویۃ، طبری کی تاریخ الرسل والملوک اور ابن کثیر کی البدایۃ والنہایۃ جیسی شہرہ آفاق تصانیف اس نقطہ نظر کی واضح مثالیں ہیں۔ ان تصانیف میں، تاریخِ پیغمبر محض واقعات کا ایک بیانیہ نہیں، بلکہ الٰہی نشانیوں کا ایک مجموعہ ہے جو قرآن کی روشنی میں ہی بامعنی ہوتا ہے۔

۱۔ قرآن بطور معیارِ تاریخ

اہل سنت کی فکر کا ایک بنیادی اصول تاریخی روایت پر قرآن کی فوقیت ہے۔ مفسرینِ اہل سنت نے ہمیشہ قرآن کو تاریخی روایات کی صحت جانچنے کا معیار قرار دیا ہے۔ امام فخر الدین رازی التفسیر الکبیر میں لکھتے ہیں:

"إذا تعارض الخبر مع نصّ القرآن، فالحكم للقرآن، لأنه الأصل، و الأخبار فروعٌ عليه۔"
(جب کوئی تاریخی روایت نصِ قرآن سے متصادم ہو، تو فیصلہ قرآن کے مطابق ہوگا، کیونکہ قرآن اصل ہے اور روایات اس کی فرع ہیں۔)

اس فریم ورک میں، شان اینتھنی کے برعکس جو قرآن کو تاریخ کی از سر نو تشکیل کا ایک آلہ سمجھتا ہے، علمائے اہل سنت تاریخ کو قرآن کی بہتر تفہیم کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، ان کے نزدیک شانِ نزول اور اسبابِ نزول، آیت کی وضاحت کا ذریعہ ہیں، نہ کہ قرآن کو ایک تاریخی دستاویز میں تبدیل کرنے کا جواز۔

محمد رشید رضا بھی تفسیر المنار میں اسی نکتے پر زور دیتے ہیں کہ قرآن "کتابِ ہدایت" ہے (رشید رضا، ۱۹۴۷ء) اور اس کی تاریخ، وحی کے تربیتی اور ایمانی مقصد کے تابع ہے۔ وہ واضح کرتے ہیں کہ قرآن کو انسانی مصادر کی طرح تاریخی تنقید کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا، کیونکہ اس کی حقیقت "ماورائے تاریخ" ہے اور دائرہ ایمان سے باہر کھڑے ہو کر کی جانے والی کوئی بھی تاریخی تنقید اس کے باطنی معانی کو سمجھنے سے قاصر رہتی ہے۔
اس کے برعکس، اینتھنی اپنی کتاب میں "متقاطع تاریخ (Cross-textual History)" کا طریقہ استعمال کرتے ہوئے قرآن کی آیات کا ہم عصر سریانی اور عبرانی متون سے موازنہ کرتا ہے تاکہ لسانی اور معنوی روابط قائم کر سکے۔ اس کے نزدیک، یہ موازنہ قرآن کو دیگر مقدس متون کے ہم پلہ ایک انسانی متن کے طور پر پیش کرتا ہے۔ لیکن اہل سنت کے نقطہ نظر سے، ایسا موازنہ صرف اسی صورت میں جائز ہے جب وہ "قرآن کی تصدیق" کا باعث بنے، نہ کہ "وحی کی تضعیف" کا۔

۲۔ منہج حدیث اور معیارِ وثاقت

اہل سنت نے تاریخِ اسلام کی تدوین کے لیے روایت کی جانچ کا ایک نہایت دقیق نظام وضع کیا ہے، جو علمِ حدیث اور علم الرجال کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ یہ نظام، مغربی تاریخ نویسی کے برعکس جو روایت کے دائرے سے باہر کھڑے ہو کر متون پر تنقید کرتی ہے، ایک داخلی اور ایمانی نظام ہے۔
محدثین کے نزدیک، ہر تاریخی روایت کا ایک معتبر سند اور قابلِ اعتماد راویوں کے ذریعے نبی اکرم ﷺ یا صحابہ کرام تک پہنچنا لازمی ہے۔ اس طرح، "راوی کی ثقاہت" اور "سند کا اتصال" کسی روایت کی خارجی شواہد سے مطابقت سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ طریقہ کار، اگرچہ جدید تاریخ نویسی کی نظر میں تجربی معروضیت

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

سے خالی ہو سکتا ہے، لیکن علمیاتی اعتبار سے یہ نظامِ وحی کے اندر رہتے ہوئے تاریخ کے دامن میں ایمان کو محفوظ رکھتا ہے۔

اس کے برعکس، اینتھنی "نقدِ مصادر (Source Criticism) "کا طریقہ استعمال کرتے ہوئے اسلامی روایات کو ان کی قدامت اور خارجی شواہد سے مطابقت کی بنیاد پر پرکھتا ہے۔ مثال کے طور پر، وہ ابن اسحاق اور طبری کی روایات کا سریانی مصادر کی روشنی میں دوبارہ جائزہ لیتا ہے تاکہ یہ ثابت کر سکے کہ سیرت کے بعض حصے یہودی- مسیحی روایات سے متاثر ہو کر تشکیل پائے ہیں۔ اہل سنت کے نقطہ نظر سے، یہ طریقہ کار اصولِ حدیث سے انحراف ہے اور روایت پر عدم اعتماد کا باعث بنتا ہے۔

امام سیوطی الاِتقان فی علوم القرآن میں واضح کرتے ہیں کہ تفسیری روایات کی سند پر کسی بھی قسم کا شک، اگر روایت کے دائرے سے باہر سے کیا جائے، تو وہ "شبہات کا دروازہ" کھولتا ہے، کیونکہ سنت کو صرف ایمان کے اندر رہ کر ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا، اینتھنی کا منہج جو باہر سے روایت پر تنقید کرتا ہے، دینی علم شناسی کے نقطہ نظر سے معتبر نہیں ہے۔

۳۔ نبی اکرم ﷺ اہل سنت کی نظر میں: بشر اور رسول

اہل سنت کی فکر میں، نبی اکرم ﷺ بیک وقت دو حیثیتوں کے حامل ہیں: بشریت اور رسالت۔ آپ ایک ایسے انسان ہیں جو ایک خاص زمان و مکان میں رہے، لیکن ساتھ ہی حاملِ وحیِ الٰہی بھی ہیں) صفی زادہ، ۲۰۱۶ء (۔ یہی دوہری حیثیت آپ کی حیاتِ طیبہ کے تاریخی مطالعے کا امکان بھی فراہم کرتی ہے اور ساتھ ہی مقامِ نبوت کو محض تاریخی سطح تک محدود کیے جانے سے بھی بچاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد ابو زہرہ خاتم النبیین میں زور دیتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی پہچان کی بنیاد قرآن پر ہونی چاہیے، نہ کہ محض تاریخی معلومات پر۔ وہ لکھتے ہیں:

"من أراد أن يعرف محمداً من غير القرآن، فلن يعرفه؛ لأن القرآن هو الذي يصوره كما أراد الله أن يُعرف۔" (جو شخص محمد ﷺ کو قرآن کے بغیر پہچاننا چاہے گا، وہ ہرگز انہیں نہیں پہچان پائے گا؛ کیونکہ قرآن ہی ان کی وہ تصویر پیش کرتا ہے جس کے مطابق اللہ چاہتا ہے کہ انہیں پہچانا جائے۔)

یہ قول اینتھنی کے اس رویے کا واضح جواب ہے جو "تاریخی محمد" کی تصویر غیر اسلامی مصادر سے کشید کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ابو زہرہ اور دیگر سنی مفکرین کے نزدیک، ایسی کوشش بنیادی طور پر بے سود ہے،

کیونکہ معرفتِ پیغمبر وحی کی روشنی کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ سید قطب فی ظلال القرآن میں ایک ادبی۔ تفسیری نقطہ نظر سے حیاتِ پیغمبر کو قرآن کا عملی نمونہ قرار دیتے ہیں۔ وہ سیرت کو "مجسم قرآن" کہتے ہیں۔ نتیجتاً، کوئی بھی ایسی تاریخی تشکیلِ نو جو سیرت کو قرآن سے جدا کرے، وہ در حقیقت حقیقتِ نبوت کو معانیِ وحی سے جدا کر دیتی ہے۔

۴۔ فکرِ اہل سنت میں تاریخ کا مقام

اگرچہ اہل سنت روایات کی سندی تنقید کو بہت اہمیت دیتے ہیں، لیکن ان کی تاریخ نویسی کا مقصد محض واقعات کی باز یافت نہیں، بلکہ سنت کے اخلاقی اور تربیتی پیغام کی توثیق ہے۔ امام طبری اپنی تاریخ الامم والملوک کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ ان کا روایات نقل کرنے کا مقصد "عبرت و نصیحت" کا حصول ہے، نہ کہ محض واقعات کا اندراج۔ اس نقطہ نظر کے نتیجے میں سنی فکر میں تاریخ ہمیشہ ایمان کی خادم رہتی ہے، نہ کہ اس کے بر عکس۔

اس کے برخلاف، اینتھنی تاریخ کو بذاتِ خود مقصد سمجھتا ہے اور ایمان کو تاریخی تحقیق کا موضوع بناتا ہے۔ اس کی نظر میں، ابتدائی مسلمانوں کا ایمان خود ایک تاریخی مظہر ہے جس کی وضاحت کی جانی چاہیے، نہ کہ اسے پہلے سے فرض کر لیا جائے۔ نقطہ نظر کا یہی فرق سنی تاریخ نویسی اور اینتھنی کی تاریخ نویسی کے درمیان بنیادی تفریق پیدا کرتا ہے۔

اہل سنت، اپنی حدیثی روایت کی بنیاد پر، اگرچہ واقعات کے بیان میں دقت کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن وہ کبھی "تاریخِ ایمان" اور "تاریخِ واقعات" کے درمیان جدائی قائم نہیں کرتے۔ نتیجتاً، اس روایت میں تاریخِ پیغمبر کو وحی کا ایک تسلسل سمجھا جاتا ہے، جبکہ اینتھنی کے کام میں تاریخ اور وحی کا تعلق وجودی نہیں بلکہ محض تشریحی ہے۔

۵۔ تجزیاتی موازنہ: روایتِ اہل سنت اور اینتھنی

اہل سنت کی روایت اور شان اینتھنی کے نقطہ نظر کے درمیان تقابلی تجزیے میں، چند کلیدی فرق نمایاں ہیں:

نقطہ نظرِ اہل سنت	موازنے کا محور	نقطہ نظرِ شان اینتھنی
قرآن اور حدیثِ متواتر	تاریخ کا بنیادی ماخذ	ساتویں صدی کے متون (اسلامی و غیر اسلامی)
سند کا اتصال اور راوی کی عدالت	وثاقت کی بنیاد	متن کی قدامت اور خارجی شواہد
عبرت، ہدایت اور تحفظِ ایمان	تاریخ نویسی کا مقصد	اسلام کا بطور تاریخی تحریک مظہریاتی مطالعہ
رسولِ الٰہی اور انسانِ کامل	تصورِ پیغمبر ﷺ	ثقافتی پس منظر میں ایک مذہبی مصلح
حتمی ماخذ اور معیار	قرآن کا مقام	ابتدائی معاشرے کی تشکیلِ نو کے لیے ایک تاریخی ماخذ

یہ جدول ظاہر کرتا ہے کہ اینتھنی کا نقطہ نظر اہل سنت کی علمی روایت کے بنیادی اصولوں سے متصادم ہے۔ جہاں اہل سنت کی روایت تاریخ کو وحی کے تابع سمجھتی ہے، وہیں اینتھنی وحی کو تاریخ کے تابع کر دیتا ہے۔

اہل سنت کے نقطہ نظر سے، اینتھنی کی تنقید محض تاریخی روایات پر تنقید نہیں، بلکہ "تاریخ میں وحی" کے تصور کے لیے ایک چیلنج ہے۔ امام رازی اور دیگر کلاسیکی مفسرین زور دیتے ہیں کہ قرآن خود "انبیاء کی تاریخ کی کتاب" ہے، لیکن یہ کوئی انسانی تاریخ نہیں، بلکہ ایک الٰہی تاریخ ہے جس میں ہر واقعہ خدائی تدبیر کی ایک نشانی ہے۔ نتیجتاً، ہر وہ تاریخی تجزیہ جو اس تدبیر سے غافل ہو، محض "امرِ الٰہی کا ایک انسانی بیانیہ" بن کر رہ جاتا ہے۔

اس طرح، یہ کہا جا سکتا ہے کہ اہل سنت کی روایت میں تاریخ، ایمان کے مقابل نہیں، بلکہ ایمان کی خادم ہے۔ اگرچہ یہ روایت حدیث و روایت کی تنقید میں علمی طریقے استعمال کرتی ہے، لیکن اس کا حتمی مقصد تاریخی امر اور الٰہی امر کے درمیان ربط کو برقرار رکھنا ہے۔

اس کے برعکس، شان اینتھنی کا کام اس ربط کو منقطع کر کے، قرآنی مطالعات میں ایک قسم کی سیکولر تاریخیت داخل کرتا ہے۔ تاہم، یہی انقطاع دونوں نقطہ ہائے نظر کے درمیان علمی مکالمے کا ایک موقع بھی فراہم کرتا ہے: ایک ایسا مکالمہ جس میں ایک مسلمان محقق اپنے ایمانی اصولوں پر قائم رہتے ہوئے، نزول کے پس منظر کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے جدید تاریخی آلات سے استفادہ کر سکتا ہے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

اسلامی ہرمنیوٹکس اور تاریخی منہج کی بنیاد پر حتمی تنقید

شان اینتھنی کے نقطہ نظر اور اہل سنت کی روایت کے درمیان تقابلی مطالعہ چند بنیادی منہجیاتی اور علمیاتی فرق کو واضح کرتا ہے:

۱۔ ماخذ شناسی (Source Analysis): اہل سنت قرآن و سنت کو حتمی معیار مانتے ہیں اور تاریخ کو ان کی روشنی میں دیکھتے ہیں، جبکہ اینتھنی تاریخ کا تجزیہ خارجی مصادر اور تاریخی متن شناسی کی بنیاد پر کرتا ہے۔

۲۔ مقصدِ تحقیق: سنی روایت میں، تاریخ پیغمبر اور نزولِ قرآن، ہدایت اور تعلیم کا ذریعہ ہیں۔ اس کے برعکس، اینتھنی صدرِ اسلام کی تاریخ و ثقافت کو ایک خود مختار موضوع سمجھتا ہے جس کی تحقیق جدید تاریخ نویسی کے اوزار سے ہونی چاہیے۔

۳۔ تصورِ وحی و پیغمبر: اہل سنت نبی اکرم ﷺ کو بشر اور رسولِ الٰہی کا مجموعہ سمجھتے ہیں جن کی زندگی کا ہر واقعہ الٰہی تدبیر کی نشانی ہے۔ اینتھنی کے نقطہ نظر میں، پیغمبر ایک تاریخی شخصیت ہیں جو اپنے معاشرے کے سماجی و ثقافتی اثرات کے تحت عمل کرتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنی نقطہ نظر تاریخی تنقید پر انحصار کرنے کے بجائے، قرآن و سیرت کی ہرمنیوٹیکل اور معنوی تفسیر پر زیادہ زور دیتا ہے، جبکہ اینتھنی کا نقطہ نظر تنقیدی تاریخیت اور تاریخی امر کو وحی سے الگ کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔

اسلامی ہرمنیوٹکس اس اصول پر قائم ہے کہ متنِ قرآن ہمیشہ سنتِ نبوی اور تاریخِ صدرِ اسلام کے ساتھ گہرے تعامل میں رہا ہے اور اس تعلق کو سمجھے بغیر اس کی صحیح تفہیم ممکن نہیں۔ اس نقطہ نظر سے اینتھنی پر تنقید کا تجزیہ یوں کیا جا سکتا ہے:

۱۔ اینتھنی کا مثبت پہلو: اس کا آزادانہ تاریخی تجزیہ صدرِ اسلام کے سماجی و ثقافتی پس منظر کو روشن کرتا ہے اور اسلامی و غیر اسلامی مصادر کے موازنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ امر قرآنی تحقیقات کو آیات کے نزول کے تاریخی سیاق اور سیرت کے واقعات کو زیادہ دقت سے سمجھنے میں مدد دے سکتا ہے۔

۲۔ اینتھنی کی محدودیت: تاریخ کو وحی سے اور پیغمبر کو ان کی روحانیت سے الگ کرنا، ناقص یا مسخ شدہ نتائج کا باعث بن سکتا ہے۔ اہل سنت کی روایت میں ہر تاریخی واقعہ ایمان اور الٰہی تدبیر کے زاویے سے بامعنی ہوتا ہے، جبکہ اینتھنی کا طریقہ کار اسے محض ایک خارجی اور انسانی زاویے سے دیکھتا ہے۔

۳۔ ایک ممکنہ حل: اینتھنی کے تنقیدی اور تاریخی طریقوں کا استعمال اسلامی ہرمنیوٹکس کے فریم ورک میں اس شرط پر مفید ہو سکتا ہے کہ مقصد، قرآن و سیرت کی تفہیم کو گہرا کرنا ہو، نہ کہ وحی و سنت کے استناد کو کمزور کرنا۔ دوسرے لفظوں میں، جدید تاریخ نویسی ایک تجزیاتی آلہ تو ہو سکتی ہے، لیکن دینی حقیقت کا حتمی معیار نہیں۔

خاتمہ

حاضر تحقیق نے شان آنتونی کی کتاب "محمد اور ایمان کی سلطنتیں" کے ایک تنقیدی مطالعے کے ذریعے اس کتاب کے طریقہ کار اور نظریاتی مبانی کو شیعہ و سنی تفسیری روایات کی روشنی میں جانچنے کی کوشش کی ہے۔ آنتونی اس کتاب میں تنقیدی تاریخ نگاری اور بین الاختصاصی نقطہ نظر کے استعمال سے اسلام کے ظہور کا تحلیل قدیم دنیا کی تبدیلیوں اور ہمسایہ سلطنتوں کے ساتھ تعامل کے سیاق میں پیش کرتا ہے۔ وہ قرآن کو قدسی متن کے بجائے ایک تاریخی ماخذ سمجھتا ہے اور اس کا سریانی، یونانی اور عبرانی متون سے موازنہ کرتے ہوئے "تاریخی محمد" کو ایک سیکولر و تجربی فریم ورک میں ازسرنو تشکیل دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ یہ نقطہ نظر علمی طریقہ کار اور ثقافتی-سیاسی سیاق پر توجہ کے اعتبار سے قابل ستائش ہے، لیکن اسلامی علم شناسی کے نقطہ نظر سے اساسی چیلنجوں کا سامنا ہے۔

شیعہ روایت کی نظر میں، جو علامہ طباطبائی، مرتضی مطہری اور محمد ہادی معرفت کے آراء میں مجسم ہوئی ہے، نبی اسلام ﷺ کی تاریخ وحی کی عینی تجلی اور انسانیت کی ہدایت کا راستہ ہے۔ اس روایت میں، قرآن تاریخ کا معیار ہے، اس کے برعکس نہیں؛ اور ہر قسم کی تاریخی تفسیر جو قرآن کے فراتاریخی مقصد سے غافل ہو، وحی کے معنی کو سماجیاتی مظہر کی سطح پر گرانے کا باعث بنتی ہے۔ خاص طور پر، امامت کا تصور بطور نبی ﷺ کے بعد الٰہی ہدایت کی استمرار یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلام کی تاریخ کو اس معنوی پہلو کو نظر انداز کیے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا۔ آنتونی اس حیطہ کو نظر انداز کر کے سیرت نبوی کی ایک ناقص اور یک رخا تصویر پیش کرتا ہے۔

اہل سنت کی روایت میں بھی، جو فخر رازی، رشید رضا اور سید قطب جیسے مفسرین کی تصانیف میں نمایاں ہے، نبی ﷺ کی تاریخ ایمان و ہدایت کی خدمت میں ہے۔ اس روایت میں، قرآن و حدیث تاریخی روایات کی تنقید کا معیار ہیں اور تاریخ نگاری کا مقصد عبرت حاصل کرنا اور سنت نبوی کی حفاظت کرنا ہے۔ آنتونی کا غیر اسلامی مصادر کو ترجیح دینے اور بیرونی تنقید کا طریقہ کار، حدیثی روایت کے اندرونی نظام وثاقت کے ساتھ

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

متصادم ہے۔ مزید برآں، نبی ﷺ کے بارے میں اس کا تصور بطور سابقہ ادیان کے تسلسل میں ایک مصلح، سنی فکر میں "ختم نبوت" اور نبی اسلام ﷺ کے منفرد مقام کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا۔

مجموعی طور پر، یہ کہا جا سکتا ہے کہ آنتونی کا نقطہ نظر، طریقہ کار کی دقت اور ڈیٹا کی فراوانی کے باوجود، "تاریخ زدگی" کا شکار ہو گیا ہے اور تاریخ و وحی کے ناگفتنی بندھن کو سمجھنے سے قاصر رہا ہے۔ یہ کمزوری کسی انفرادی غلطی کی بنا پر نہیں، بلکہ دو فکری نظاموں کے علمی مبانی کے فرق کا نتیجہ ہے: تجربی-تاریخی علم بمقابلہ وحیانی-تأویلی علم۔ تاہم، یہ تقابل ایک تعمیری مکالمے کا باعث بن سکتا ہے۔ اسلامی روایتیں قرآن و سیرت کے نزول کے سیاق کی گہری سمجھ کے لیے تنقیدی تاریخ نگاری کے تجزیاتی آلات سے استفادہ کر سکتی ہیں، بغیر اپنے ایمانی مبانی کو ترک کیے۔ اس کے مقابلے میں، مغربی محققین بھی قرآن کی فراتاریخی ہویت کو تسلیم کرتے ہوئے، مذہبی مظاہر کے تحلیل میں تقلیل پسندی سے بچ سکتے ہیں۔

لہٰذا یہ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ "ایمانی تاریخ" اور "تنقیدی تاریخ" لازماً تقابل میں نہیں، بلکہ ایک دوسرے کے ارتقاء کے راستے پر ہو سکتی ہیں۔ آنتونی کا کام، اپنی تمام کمیوں کے باوجود، اسلامی مطالعات میں ایمان و تاریخ کے باہمی تعلق پر از سر نو غور کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس موازنے سے جو نمونہ اخذ کیا جا سکتا ہے وہ "ایمانی- تنقیدی تاریخ نگاری" ہے جس میں تاریخی ڈیٹا وحی کی روشنی میں تفسیر کیے جاتے ہیں اور ایمان، تاریخ کے انکار کے بجائے، اس کے راستے گہرا ہوتا ہے۔ یہ نمونہ سیرت نبوی اور قرآنی مطالعات کے میدان میں آئندہ تحقیقات کے لیے ایک فریم ورک ثابت ہو سکتا ہے۔

کتابیات

۱. آریان، حمید. (۲۰۰۸ء) .قرآن شناخت قرآن .[شناخت قرآن] [مطالعات قرآنی، شمارہ ۱، صفحات ۱۳۱–۱۶۶۔

۲. احمدی، محمد حسین. (۲۰۲۳ء) .اصطلاح "باستانِ متأخر" و مستشرقین کے تاریخی نقطہ نظر پر ایک تنقیدی نظر]اصطلاح "عہدِ قدیم متاخر" اور مستشرقین کے تاریخی نقطہ نظر پر ایک تنقیدی جائزہ .[پژوہش ہای اسلامی خاور شناسان [مستشرقین کے اسلامی مطالعات پر تحقیقات]، ۳(۵)، صفحات ۲۹–۵۲۔

۳. جوادی آملی، عبداللہ. (۱۹۹۸ء) .سیرت پیامبران (ع) در قرآن: تفسیر موضوعی قرآن کریم (جلد ۶) [قرآن میں انبیاء کی سیرت: تفسیر موضوعی قرآن کریم، جلد ۶]. قم: مرکز نشر اسراء۔

۴. رضائی اصفہانی، محمد علی، و کریمی، علی. (۲۰۲۱ء) .مستشرق مداران کی فلسفی ہرمینوٹکس کا جائزہ]مستشرقین کی فلسفیانہ ہرمینوٹکس کا جائزہ .[قرآن پژوہی خاور شناسان [مستشرقین کے قرآنی مطالعات]، ۱۶(۳۱)، صفحات ۱۰۴–۱۲۷۔ https://doi.org/10.22034/qkh.2022.6620

۵. رضائی اصفہانی، محمد علی، و کریمی، علی. (۲۰۲۴ء)" .دو مصحف رضوی و صنعاء" کی کاربن ۱۴ تاریخ گذاری کا جائزہ]مصحفِ رضوی اور مصحفِ صنعاء کی کاربن-۱۴ ڈیٹنگ کا جائزہ .[قرآن و علم، ۱۸(35)، صفحات ۳۲۹–۳۳۸۔ https://doi.org/10.22034/qve.2025.10038

۶. زمانی، محمد حسن، و کریمی، علی. (۲۰۲۲ء) .اریک ہرش کی قصد گرائی کی بنیاد پر مستشرقین کی نیت خوانی]ایرک ہرش کے نظریہ معنوی ارادیت کی بنیاد پر مستشرقین کی نیت شناسی کا جائزہ .[قرآن پژوہی خاور شناسان، ۱۷(32)، صفحات ۴۹–۷۰۔ https://doi.org/10.22034/qkh.2022.7172

۷. شفیعیان، رحیم. (۲۰۱۳ء) . تفسیر قرآن با قرآن [قرآن کی تفسیر قرآن کے ذریعے]. مشہد: موسسہ مطالعات راہبردی علوم و معارف اسلامی۔

۸. صفی زادہ، فاروق. (۲۰۱۶ء)] .عنوان مقالہ [، حبل المتین، سال پنجم، شمارہ ۱۶۔

۹. غلامعلی، محمد، و محمدی، حسین. (۲۰۲۳ء) .اہل سنت کے نقطہ نظر سے روایات کی اسناد کی توثیق کی طریقہ کار]اہل سنت کے نقطہ نظر سے اسنادِ روایت کی توثیق کا طریقہ کار .[پژوہشنامہ علوم حدیث تطبیقی [تقابلی علمِ حدیث کا تحقیقی مجلّہ]، ۱۰(۱۹)، صفحات ۲۵۵–۲۷۶۔

https://doi.org/10.22034/pht.2024.8889

۱۰. فخر الدین رازی، محمد بن عمر. (۱۹۹۰ء/۱۴۱۱ھ) .التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب) . بیروت: دار الکتب العلمیۃ/ دار إحیاء التراث العربی۔

۱۱. کاظمی مقدم بیدختی، عباس، ودیگران. (۲۰۲۲ء) .ساختیاتی اور تنقیدی نقطہ نظر پر زور دے کر تاریخ قرآن کے مطالعات کے طریقہ کار پر تنقید]تاریخِ قرآن کے مطالعات میں ساختیاتی اور تنقیدی نقطہ ہائے نظر کا تنقیدی جائزہ .[پژوہشنامہ تاریخ تمدن اسلامی [اسلامی تہذیب کی تاریخ کا تحقیقی مجلّہ]، ۵۵(۲)، صفحات ۳۴۱–۳۷۴۔ https://doi.org/10.22059/jhic.2023.360215.654417

۱۲. مطہری، مرتضی. (۲۰۱۳ء) .کتاب وحی و نبوت: مقدمہ ای بر جہان بینی اسلامی (وحی و نبوت: اسلامی worldviewکاایک تعارف) تہران: موسسہ انتشارات صدرا۔

۱۳. یبگی ملک آباد، ہادی. (۲۰۱۲ء) .علوم انسانی کی اسلامی سازی میں طہ عبدالرحمٰن کے نقطہ نظر کا جائزہ اور تنقید]انسانی علوم کی اسلام کاری میں طہ عبدالرحمٰن کے نقطہ نظر کا جائزہ اور تنقید .ذہن، ۱۳(50)، صفحات ۱۱۷–۱۴۴۔

14. Anthony, S. W. (2012). The Caliph and the Heretic: Ibn Sabaʾ and the Origins of Shiʿism (Vol. 91). Leiden: Brill.
15. Anthony, S. W. (2020). Muhammad and the Empires of Faith: The Making of the Prophet of Islam. Oakland, CA: University of California Press.
16. Brown, D. (2003). Hadith: Muhammad's Legacy in the Medieval and Modern World. Oxford: Oxford University Press.
17. Crone, P., & Cook, M. (1977). Hagarism: The Making of the Islamic World. Cambridge: Cambridge University Press.
18. Karimi, A., & Rezaei Esfahani, M. A. (2025). A Comparative Analysis of the Mashhad and Samarqand Codices and a Critique of Orientalist Views on the Dating of the Qur'anic Text. Islamic Heritage and Contemporary Challenges, 1(1), 29–54. https://doi.org/10.48309/ihcc.2025.548598.1012
19. Rida, M. R. (1947). Tafsīr al-Qur'ān al-Hakīm (Tafsīr al-Manār) (Vol. 1). Cairo: Al-Maktaba al-Tawfīqiyya.

Sources

1. Ahmadi, Mohammad Hossein. (2023 CE). Estelāḥ-e "Bāstān-e Muta'akhkhir" va Mostashreqīn (A Critical Review of the Term "Late Antiquity" and the Orientalists' Historical Perspective). Islamic Research of Orientalists, 3(5), pp. 29–52.

2. Anthony, S. W. (2012). The Caliph and the Heretic: Ibn Sabaʾ and the Origins of Shiʿism (Vol. 91). Leiden: Brill.
3. Anthony, S. W. (2020). Muhammad and the Empires of Faith: The Making of the Prophet of Islam. Oakland, CA: University of California Press.
4. Arian, Hamid. (2008 CE). Qur'an Shenākht (Understanding the Qur’an). Qur’anic Studies, no. 1, pp. 131–166.
5. Brown, D. (2003). Hadith: Muhammad’s Legacy in the Medieval and Modern World. Oxford: Oxford University Press.
6. Crone, P., & Cook, M. (1977). Hagarism: The Making of the Islamic World. Cambridge: Cambridge University Press.
7. Fakhr al-Dīn al-Rāzī, Muḥammad ibn ʿUmar. (1990 CE / 1411 AH). Al-Tafsīr al-Kabīr (Mafātīḥ al-Ghayb) (The Great Exegesis: The Keys to the Unseen). Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah / Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī.
8. Gholamali, Mohammad & Mohammadi, Hossein. (2023 CE). Ravish-shenāsī-ye Tauthīq-e Asnād-e Rīvāyāt az Manẓar-e Ahl-e Sunnat (The Methodology of Authentication of Narration Chains from the Sunni Perspective). Journal of Comparative Hadith Studies, 10(19), pp. 255–276.
9. Javadi Amoli, Abdullah. (1998 CE). Sīrat-e Payāmbarān dar Qur’ān: Tafsīr-e Mauzūʿī-ye Qur’ān-e Karīm, Jeld 6 (The Conduct of the Prophets in the Qur’an: Thematic Exegesis of the Noble Qur’an, Vol. 6). Qom: Markaz-e Nashr-e Isra.
10. Karimi, A., & Rezaei Esfahani, M. A. (2025). A Comparative Analysis of the Mashhad and Samarqand Codices and a Critique of Orientalist Views on the Dating of the Qur'anic Text. Islamic Heritage and Contemporary Challenges, 1(1), 29–54. https://doi.org/10.48309/ihcc.2025.548598.1012
11. Kazemi Moghadam Beidakhti, Abbas, et al. (2022 CE). Naqd-e Ravish-shenāsī-ye Motālaʿāt-e Tārīkh-e Qur’ān bā Ta’kīd bar Didgāh-hā-ye Sākhtyātī va Enteqādī (A Critical Review of Methodological Approaches to Qur’anic History with Emphasis on Structuralist and Critical Perspectives). Journal of Islamic Civilization History Research, 55(2), pp. 341–374.
12. Motahhari, Morteza. (2013 CE). Ketāb-e Waḥy va Nubuwwat: Moqaddame’ī bar Jahān-bīnī-ye Eslāmī (Revelation and

Prophethood: An Introduction to the Islamic Worldview). Tehran: Sadra Publications.
13. Rezaei Esfahani, Mohammad Ali & Karimi, Ali. (2021 CE). Mostashreq-Madārān va Hermeneutīk-e Falsafī (A Study of the Philosophical Hermeneutics of the Orientalists). Qur'anic Studies of Orientalists, 16(31), pp. 104–127.
14. Rezaei Esfahani, Mohammad Ali & Karimi, Ali. (2024 CE). Kārbon-14 Tārīkh-gozārī-ye "Do Muṣḥaf-e Rażavī va Ṣanʿāʾ" (A Review of the Carbon-14 Dating of the "Razavi Codex and the Ṣanʿāʾ Manuscript"). Qur'an and Science, 18(35), pp. 329–338.
15. Rida, M. R. (1947). Tafsīr al-Qur'ān al-Hakīm (Tafsīr al-Manār) (Vol. 1). Cairo: Al-Maktaba al-Tawfīqiyya.
16. Ṣafīzādeh, Fārūq. (2016 CE). [Onvān-e Maqāleh] ([Article Title]). Ḥabl al-Matīn, year 5, no. 16.
17. Shafīʿīān, Rahim. (2013 CE). Tafsīr-e Qur'ān bā Qur'ān (Interpreting the Qur'an through the Qur'an). Mashhad: Institute for Strategic Studies of Islamic Sciences and Teachings.
18. Yabegi Malekabad, Hadi. (2012 CE). Naqd va Barrasī-ye Didgāh-e Ṭāhā ʿAbd al-Raḥmān dar Eslāmī-sāzī-ye ʿOlūm-e Ensānī (A Critical Review of Ṭāhā ʿAbd al-Raḥmān's View on the Islamization of the Humanities). Zehn (Mind), 13(50), pp. 117–144.
19. Zamani, Mohammad Hasan & Karimi, Ali. (2022 CE). Niyat-khvānī-ye Mostashreqīn bar Mabnā-ye Qasdgarā'ī-ye Hirsch (Orientalists' Interpretation of Authorial Intention Based on E.D. Hirsch's Theory of Intentionalism). Qur'anic Studies of Orientalists, 17(32), pp. 49–70.